

## سید الاحرار کی قرآن فہمی

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا مختلف طریقوں سے مختلف ادوار میں اظہار فرمایا ہے کبھی کسی خط میں کبھی کسی قسم میں اور کبھی کسی فرد کی شخصیت کے روپ میں حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت عظیمہ اور قدرت کاملہ کے مظہر تھے شاہ صاحب مغفور جامع صفات تھے آپ ایک عظیم خطیب تھے۔ مبلغ اسلام تھے۔ آپ کے تبلیغی انداز انوکھے اور زرا لے تھے آپ اس وصف میں برصغیر میں یکتا تھے۔ آپ ایک بہترین سیاست دان تھے۔ آپ کی رائے پیش آئندہ حالات کا آئینہ ہوتی اس کے باوجود آپ اپنی رائے پیش فرما کر اصرار نہ فرماتے آپ صوفی کامل تھے آپ مرنے تھے آپ کے تربیتی خطوط حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ نقوش پر مبنی تھے اور یہ نابغہ روزگار ذات گرامی مذکورہ بالا اوصاف کے ساتھ تفسیری اقدار کی حامل تھی۔ بہت سی آیات ایسی ہیں۔ کہ ان کا مضمون سلف کی کتابوں میں خال خال ہی نظر آتا ہے آپ کی ایک امتیازی شان یہ تھی کہ ہمیشہ قرآنی مضامین کی تہ تک پہنچنے کی سعی فرماتے اور تمام مفسرین کے طریق سے ہٹ کر سوچتے پھر اسے علماء عصر علامہ انور شاہ کشمیری، علامہ شبیر احمد عثمانی کی مضمونوں میں بیان کرتے اور ان سے داد تحسین وصول کرتے۔ اس سلسلہ میں ایک بات واضح کر دینا ضرور سمجھتا ہوں کہ ان کے ذہن کو دو جگہ سے روشنی ملی۔ دوران تعلیم حضرت مولانا نور احمد امرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ سے، دوسرے دور میں حضرت شاہ عبد القادر دہلوی مرحوم کے شرہ آفاق ترجمے سے جسے آپ نے مدت العمر ساتھ رکھا اور جیل کی زندگی میں بھی اس سے مکمل استفادہ کرتے رہے۔

ایک دفعہ خود فرمایا کہ اللہ الصمد کے معنی میں مجھے ہمیشہ تردد رہا کہ ”اللہ بے نیاز ہے“ بس یوں ہی دل کو تسکین نہ ہوتی جیل ہی کا واقعہ ہے کہ شاہ عبد القادر صاحب دہلوی کا مترجم قرآن پاک دیکھ رہے تھے کہ اچانک اس کا خیال آیا کہ دیکھیں شاہ صاحب کیا لکھتے ہیں۔ جب وہ جگہ نکالی تو حضرت نے ترجمہ فرمایا ”اللہ زاوہار ہے“ شاہ جی فرماتے ہیں کہ میں کبھی اسے زاوہار پڑھوں کبھی کبھی کچھ بالاخر اپنے جیل ہی کے ایک ساتھی پنڈت نیکی رام شرما کے پاس گیا جو بہت فاضل تھا اس سے پوچھا کہ یہ لفظ کیا ہے وہ دیکھتے ہی جھومنے لگا اور واہ واہ کے نعرے بلند کرنے شروع کر دیئے میں نے چند لمحے انتظار کے بعد کہا کیا عجب آدمی ہیں۔ میں انتظار میں ہوں اور آپ اپنے ہی آپ لطف لے رہے ہیں مجھے بھی تو علم ہو کہ کیا معنی ہیں اس کے بعد اس نے بتایا کہ یہ سنسکرت کا لفظ ہے ”زاوہار“ اور یہ اس ذات پر بولا جاتا ہے کہ جس کا کام کسی بن نہ اڑے اور جس بن کی کا کام نہ بنے فرمایا تب مجھے تسکین ہوئی۔ اور یوں محسوس ہوا جیسے کوئی گمشدہ متاع مل گئی ہو پھر میں نے اسی پر کئی کئی گھنٹے بیان کیا۔ ایسے ہی فرمایا کہ اھنا الصراط المستقیم تا ولا الضالین کے معنی میں بھی مجھے تسکین نہ ملتی کیونکہ عام معنی میں دکھا ہم کو سیدھی راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے العالم کیا نہ ان کی جن پر تیرا غضب ہوا اور وہ گمراہ ہوئے لیکن جب حضرت شاہ صاحب کا ترجمہ پڑھا تو بالکل وضاحت ہو گئی اور وہی عین مطابق معنی میں وہ فرماتے ہیں

جلاہم کو راہ سیدھی۔ راہ ان کی جن پہ تیرا عالم ہوا (اور) نہ ان پر تیرا غضب اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔

ظاہر ہے کہ جو بات اس میں ہے وہ اس عام ترجمہ میں نہیں یہ دونوں ترجمے ایک دوسرے کا عکس ہیں اس میں ایک تواضع نامے معنی دکھائے گئے ہیں جو اس کی ذات وعدہ لاشریکہ کے منافی ہے جہاں کانٹے ہی کانٹے ہوں وہاں اکیلا چھوڑ دینا؟ اور ساتھ چلانا ایسا ہے کہ جیسے باپ بچے کو انگلی پکڑ کر ساتھ چلاتا ہے اور راستہ کی دشواریاں سہل کر دیتا ہے اپنی توفیق و حفاظت میں چلانا یہ اس بارگاہ کی عین شان ہے۔

ایک دفعہ حضرت شاہ جی کے یہاں گھر پر بہت سے علماء جمع تھے ان میں سے بے تکلف راتھی صرف استاذی مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ تھے شاہ جی نے حسب عادت اکابر کا ذکر چھیڑ دیا جو بہت دیر تک جاری رہا۔ آخر میں شاہ جی نے کہا سبحان اللہ کیسا اچھا وقت گزرا کیسے اچھے تذکرے تھے کہ مصیبت کا خیال تک نہیں گزرا جن کا تذکرہ ہوتا رہا ہے اللہ تعالیٰ انہیں کے ساتھ مشر میں اٹھائے (امین) اور یہ "آیت" و توفناح الابرار پڑھ کر سب سے اس کے معنی پوچھے سب نے عام معنی کئے کہ "موت دے ہمیں نیکیوں کے ساتھ" شاہ جی نے فرمایا کچھ اور سب نے سکوت اختیار کیا آپ نے فرمایا کہ (پنجابی میں) "تے پوری پاساڈی نال نیکال دے" ہر طرف سبحان اللہ سبحان اللہ کے آواز سے آنے لگے مولانا خیر محمد صاحب نے فرمایا ماشاء اللہ شاہ جی یہ آپ ہی کا حصہ ہے اور آپ نے بالکل لفظی و لغوی اور اس میں مطابقتی معنی بیان فرمائے ہیں پھر در تک تمام حظ اندوز ہوتے رہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر قرآن شریف کے سولہویں پارے میں تفصیل کے ساتھ آیا ہے وہاں آپ کی مہدی زندگی میں آپ کی معجزانہ زندگی کا ذکر ہے اس گفتگو میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ

و جعلنی نبیا و جعلنی مبارکا ابن ما کنت و اوصیٰنی بالصلوۃ

شاہ جی نے ایک دن اپنے ایک متوسل مولوی یسین صاحب سے پوچھا کہ جانتے ہو "ابن ما کنت" کیوں فرمایا انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

کیا یہ بھی جانتے ہو کہ سارے قرآن میں کسی اور نبی کے ذکر میں بھی یہ ہے اس پڑ بھی انہوں نے نفی کا اظہار کیا پھر آپ نے فرمایا: یہ صرف حضرت عیسیٰ کے ذکر میں ہے اور علت اس تخصیص کی یہ ہے کہ ایک ہی نبی ہے جو زمین پر بھی تھا اور آسمان پر بھی ہے اور پھر زمین پر بھی نزول ہوگا۔ ورنہ ابن ما کنت کا معنوی مقصد فوت ہو جاتا ہے اگر انہیں مردہ تسلیم کر لیا جائے اور سرنگر میں دفن بھی مان لیا جائے جیسا کہ نصرانی وغیرہم کہتے ہیں اور بڑی دلیل یہ ہے کہ جو آگے آیت کے آخر میں ہے "مادمت حیا" جب تک میں زندہ رہوں یہ مسیح علیہ السلام کی حیات کی قوی ترین دلیل ہے۔

شاہ جی رحمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی مقبولیت عامہ عطا فرمائی تھی کہ اس کی نظیر پچھلی چند صدیوں میں کم از کم نہیں ملتی آپ کے ملنے والوں میں ہمہ قسم لوگ تھے۔ ہر مکتب فکر کے لوگوں کو شاہ جی سے عقیدت تھی اور شاہ جی بھی ان سے مل کر خوشی کا اظہار فرماتے! وہ لوگ شاہ جی کے خلوص اور سادہ عظمت کا اعتراف کر کے حاضر خدمت ہوتے اور خلوص و محبت کے جوہر رولتے اور جھولیاں بھر بھر لے جاتے! شاہ جی کے شیعوں کی ایک مستقل کھپ

سے سماجی و مجلسی مراسم رہے ہیں لیکن ان کے قیام میں ایک معتدل شیعہ دوست کی آمد و رفت کثرت سے ہونے لگی۔ دن بہ دن راہ و رسم بڑھتے ہی گئے وہ آتے اور بہانے سے اہل بیت اور اپنے آئمہ کا ذکر چھیڑ دیتے اور شاہ جی کو کریدنے کی کوشش کرتے لیکن حضرت شاہ جی ہمیشہ طرح دے جاتے اور گفتگو کا موضوع ہی بدل دیتے ایک روز وہ محترم حاضر ہوئے اور حسب عادت پھر وہی تذکرہ شروع کر دیا۔ اور اس دن انہوں نے کچھ نیچے انداز سے آیت تطہیر کا سوال کر کے بحث شروع کر دی۔ اور کہا کہ یہ آیت نزول اور حکم اہل بیت کے بارہ میں ہے اور وہ اس کے حکم سے معصوم و منزه ہیں حضرت شاہ جی نے اس گفتگی کو ضروری خیال کرتے ہوئے یوں حل فرمایا کہ یہ آیت کریمہ ہر نوعیت سے ازواج مطہرات کے حق میں ہے اور سبب نزول بھی صرف انہی کی ذات ہے اور یہ بات ایسے ہی نہیں کہتا۔ اس کا سیاق و سباق اس کی برہمی اہم دلیل کہ یہ آیات صرف امہات المؤمنین کے بارہ میں نازل ہوئیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر اہل بیت مراد لئے جائیں تو آپ حضرات کا آئمہ کے متعلق معصومیت کا دعویٰ باطل ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس لئے کہ آیت کے الفاظ ناطق ہیں کہ پہلے ان میں "رجس" تابعہ میں "تطہیر رجس" کا پایا جانا پھر طہارت کا ہونا یہ تو شان معصومیت کے منافی ہے۔

بچہ کو معصوم کہنے کی علت اتنی ہے کہ وہ ایک حد تک گناہ کے تصور سے ہی ظاہر و منزه ہوتا ہے پھر انبیاء کرام کو جو معصوم کہا جاتا ہے تو وہاں بھی یہ حکمت ہے ان کی ذات گرامی پیدا کنی طور پر اس استعداد سے ہی پاک ہوتی ہے۔ اور اگر یہ بات نہ پائی جائے بلکہ رجس کا وجود مان کر پھر تطہیر کا دھندلہ پڑھا جائے تو یہ سیرے نزدیک کفر ہے کیونکہ انبیاء کے بارے میں تو تصور معصیت ہی باعث دخول نار ہے جب کہ آپ میں سے بعض عنادی لوگ اس بات کے خود معترف ہیں اور یہ اعتراض کہ انبیاء میں استعداد ہوتی ہے اور دلیل میں حضور نبی کریم ﷺ کے بچنے کے سینہ چاک کئے جانے والے واقعہ کو پیش کرتے ہیں اور یہ عصمت انبیاء کی تصنیف ہے یہ سینہ چاک تو نور معرفت کا سبب بنی جو ایام طفولیت میں ہی ظہور پذیر ہو گیا تھا۔ اس پر ان صاحب نے اعتراض کیا کہ اگر یہ ازواج مطہرات کے حق میں ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں رجس تھا۔ شاہ جی نے فرمایا بالکل واضح ہے وہ اور چوٹا اور حیران ہوا کہ نبی کی اہلیہ اور رجس؟ شاہ جی نے پھر تفصیلاً فرمایا کہ ازواج مطہرات اکثر امراء عرب کی لڑکیاں تھیں جو ناز و نعم کی پروردہ تھیں ان کے دلوں میں مال کی محبت تھی اور مال کی محبت ہی سب سے بڑا رجس ہے اور پھر نبی کی بیوی میں رجس باقی رہنے دیا جائے کیوں کر ہو سکتا ہے؟ نبی کا تو مشن ہی مال کی محبت دلوں سے نکالنا اور خدا کی محبت سے دلوں کو روشن اور معصوم کرنا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کے دلوں سے یہ رجس ایسا خارج کیا کہ پھر آٹھ آٹھ روز تک چہلوں میں روشنی نہ ہوتی! مال کی محبت کو دلوں سے نکالنے کو ہی تطہیر ثابت کرنے کے لئے پھر شاہ جی نے سند آدوسری آیت تکلیف فرمائی۔

خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم و تزکیہم بھا  
لیجئے ان کے مالوں سے صدقہ تطہیر کیجئے ان کی اور تزکیہ کیجئے ان کا اس کے ساتھ (مال لے کر) معلوم ہوا کہ جب مال کا لینا تزکیہ و تطہیر کا باعث ہو سکتا ہے تو جہاں سرے سے محبت ہی ختم کر دی جائے! اور لفظ اہل بیت کی مراد کو

واضح کرنے کی غرض سے حضرت ابراہیم کے تذکرہ میں ان کی اہلیہ کو خطاب کے وقت کے قرآنی الفاظ سنداً پیش فرمائے

قَالُوا اتعجبين من امر الله رحمت الله و بركاته عليكم اهل البيت  
کہا انہوں نے (فرشتوں نے) تعجب کرتی ہیں آپ اللہ کے کام پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہیں تم پر (اے) گھر والی۔

اہل بیت سے مراد زوجہ ابراہیم علیہ السلام ہے نہ کہ میرا خاندان ابراہیم۔ وہ شیعہ دوست جھوم جھوم گیا۔ اور پھر جذبات کے دھور میں کہا شاہ جی میں قیامت کے روز اللہ کے سامنے آپ کا دامن پکڑ کر کموں گا کہ اے اللہ انہوں نے ہماری برادری کو سیدھی راہ نہ دکھائی ورنہ یہ سب کچھ کر سکتے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ ہدایت و صلاحت کسی کے بس کا روگ ہی نہیں جبکہ باری عزاسمہ نے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی کو ارشاد فرمایا  
نک لاتھدی من احببت و لكن الله يھدی من یشاء



پروفیسر شاہد محمود کاشمیری

## ہے نگاہوں میں روئے نورانی

|                            |                              |
|----------------------------|------------------------------|
| شاہ صاحب کی ذات کیا کہنیے  | تھی بہارِ صفات کیا کہنیے     |
| وہ گئے، دل کا بوستان اجڑا  | دل کی اب واردات کیا کہنیے    |
| ہجر کی رات آگئی ایسے       | بن گیا دن بھی رات کیا کہنیے  |
| ہے نگاہوں میں روئے نورانی  | لب پہ ہے ان کی بات کیا کہنیے |
| اے جہانگیر گردشِ حالات!    | میری تیغِ مات کیا کہنیے      |
| بعد تیرے وطن پہ کیا بیتی   | تمہ سے جانِ حیات کیا کہنیے   |
| راہبر، راہزن ہوئے ثابت     | ٹٹ گئی کائنات کیا کہنیے      |
| اپنے اہل وطن کی سازش سے    | ہو گئی ہم کو مات کیا کہنیے   |
| غیر ممکن ہے غم کے ماروں کی | دردِ غم سے نجات کیا کہنیے    |
| ملک میں انتشار ہے ہر سو    | اور دشمن کی گھات کیا کہنیے   |

شاہ صاحب کو دے کوئی آواز

جل اٹھے شش جہات کیا کہنیے